عدالتِ صحابہ رضی اللہ عنہم کا مفہوم

محمد جنادہ نعمانی

اہل السنۃ والجماعۃ کا یہ اجماعی عقیدہ ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اگرچہ انبیاء کرام علیہم السلام کی طرح معصوم نہیں ہیں، مگر وہ عادل، مُتقِن، متقی اور انتہا درجہ پرہیزگار ہیں۔ آسمانِ دیانت وتقویٰ کے درخشندہ ستارے ہیں۔ فسق وفجور جن کے قریب بھی نہیں پھٹکا، چنانچہ خداوندِ قدوس نے قرآن کریم میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو مخاطب کرکے فرمایا:

’’وَلٰكِنَّ اللّٰهَ حَبَّبَ إِلَيْكُمُ الْإِيمَانَ وَزَيَّنَهٗ فِيْ قُلُوْبِكُمْ وَكَرَّهَ إِلَيْكُمُ الْكُفْرَ وَالْفُسُوْقَ وَالْعِصْيَانَ أُولٰئِكَ هُمُ الرَّاشِدُوْنَ.‘‘ (الحجرات:۷)

’’لیکن اللہ نے تمہارے دل میں ایمان کی محبت ڈال دی ہے اور اُسے تمہارے دلوں میں پرکشش بنادیا ہے، اور تمہارے اندر کفر کی اور گناہوں کی اور نافرمانی کی نفرت بٹھا دی ہے، ایسے ہی لوگ ہیں جو ٹھیک ٹھیک راستے پر آچکے ہیں۔‘‘

نیز ارشادِ باری ہے:

’’أُولٰئِكَ الَّذِيْنَ امْتَحَنَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ لِلتَّقْوٰى لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّأَجْرٌ عَظِيْمٌ.‘‘ (الحجرات:۷)

ترجمہ: ’’یہ وہی لوگ ہیں جن کے دلوں کو اللہ نے خوب جانچ کر تقویٰ کے لیے منتخب کرلیا ہے، ان کو مغفرت بھی حاصل ہے اور زبردست اجر بھی۔‘‘

’’علم العقائد‘‘ کی معروف کتاب ’’المسامرۃ شرح المسایرۃ‘‘ میں ہے:

’’و اعتقاد أهل السنة و الجماعة تزكية جميع الصحابة رضي الله عنهم وجوبًا بإثبات العدالة لكل منهم و الكف عن الطعن فيهم و الثناء عليهم ...... و ماجرىٰ بين علي و معاوية رضي الله عنهما .... كان مبنياً على الاجتهاد من كل منهما

لامنازعة من معاوية رضي الله عنه في الإمامة.'' (المسامرة شرح المسایرة،ص:۲۶۹،۲۷۰)

ترجمہ: ''اہل السنۃ والجماعۃ کا عقیدہ تمام صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) کا تزکیہ یعنی گناہوں سے پاکی بیان کرنا ہے، اس طرح کہ ان سب کے لیے عدالت ثابت کرنا اور ان کے بارے طعن سے رُکنا اور ان کی مدح وثنا کرنا ہے۔ اور حضرت علی اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہما کے مابین جو کچھ معاملہ پیش آیا، یہ دونوں حضرات کے اجتہاد کی بنا پر تھا۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف سے حکومت وامامت کا جھگڑا نہیں تھا۔''

امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''الصحابة رضي الله عنهم كلهم عدول من لابس الفتن وغيرهم بإجماع من يعتد به، قال تعالٰى: (وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَاكُمْ أُمَّةً وَّسَطًا) (البقرة:۱۴۳) الآية، أي عدولًا. وقال تعالٰى: (كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ) (آل عمران:۱۱۰)، والخطاب فيها للموجودين حينئذ. وقال صلى الله عليه وسلم: خير النّاس قرني، رواه الشيخان. قال إمام الحرمين: والسبب في عدم الفحص عن عدالتهم: أنهم حملة الشريعة.'' (تدریب الراوی،ص:۴۹۲،۴۹۳،قدیمی کتب خانہ،کراچی)

''باجماعِ معتبر علماء تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم عادل ہیں، مبتلائے فتن ہوئے ہوں یا نہ ہوئے ہوں، (دلیل) ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ''وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَاكُمْ أُمَّةً وَّسَطًا '' کہ ''ہم نے تمہیں اُمت وسط یعنی عادل بنایا۔'' نیز اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ '' کہ ''تم بہترین اُمت ہو جو لوگوں کے لیے نکالے گئے ہو۔'' ان آیات میں خطاب اُس وقت موجود حضرات (صحابہ کرام رضی اللہ عنہم) کو ہے، اور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: لوگوں میں بہترین میرا زمانہ ہے۔ امام الحرمین نے فرمایا کہ: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی عدالت سے بحث وجستجو نہ کرنے کی وجہ یہ ہے کہ وہ حاملینِ شریعت وناقلینِ شریعت ہیں۔''

مشہور حنفی محقق ملا قاری رحمۃ اللہ علیہ ارقام فرماتے ہیں:

''ذهب جمهور العلماء إلى أن الصحابة رضي الله عنهم كلهم عدول قبل فتنة عثمان رضي الله عنه وعلي وكذا بعدها ولقوله عليه الصلاة والسلام: " أصحابي كالنجوم بأيّهم اقتديتم اهتديتم.'' (شرح الفقہ الأکبر لملا علی القاریؒ،ص:۶۳)

ترجمہ: ''جمہور علماء کا مذہب یہ ہے کہ تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم عادل (پاکباز، متقی) ہیں، حضرت عثمان وعلی رضی اللہ عنہما کے زمانوں میں وقوع پذیر فتنوں سے پہلے بھی اور اُس کے بعد بھی، کیونکہ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ میرے صحابہ رضی اللہ عنہم ستاروں کی مانند ہیں، ان میں جس

کی پیروی کرو گے ہدایت پا جاؤ گے۔‘‘

علامہ ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

’’قال ابن الصلاح والنووي الصحابةؓ كلهم عدول وكان للنبي صلى اللّٰه عليه وسلم مائة ألف وأربعة عشر ألف صحابي عند موته صلى اللّٰه عليه وسلم، والقرآن والأخبار مصرّحان بعدالتهم وجلالتهم ولما جرى بينهم محامل.‘‘

(الصواعق المحرقة علی أہل الرفض والضلال والزندقة، ج:۲،ص:۶۴۰،مؤسسة الرسالة، بیروت)

’’ابن صلاحؒ اور امام نوویؒ فرماتے ہیں کہ: تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم عادل ومتقی تھے، نبی کریم ﷺ کے وصال کے وقت ایک لاکھ چودہ ہزار صحابہؓ تھے، قرآن کریم اور احادیثِ طیبہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی عدالت وتقویٰ اور جلالتِ شان کی صراحت و وضاحت کررہے ہیں، اور ان کے باہمی مشاجرات ومعاملات کے محمل اور تاویلات موجود ہیں۔‘‘

اس لیے اہل السنۃ والجماعۃ کا بجاطور پر موقف یہی ہے کہ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نہ صرف روایتِ حدیث میں عادل وپاکباز ہیں، بلکہ تمام معاملاتِ زندگی اور اعمالِ حیات میں بھی عادل ومتقی اور پرہیزگار ہیں، تاہم معصوم نہیں ہیں کہ ان سے کوئی خطا اور گناہ سرزد ہی نہ ہو۔ معصوم عن الخطا صرف انبیاء کرام علیہم السلام کی ذواتِ قدسیہ ہیں، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم محفوظ عن الخطا ہیں، یعنی یا تو اللہ تبارک وتعالیٰ ان سے خطا ومعصیت کا صدور ہونے نہیں دیتے، اور اگر کسی ایزدی حکمت وربانی مصلحت کی بنا پر کسی معصیت وگناہ کا صدور ہو تو خداوندِ قدوس صحابیؓ کی زندگی میں ہی اس کا ازالہ وتدارک کروادیتے ہیں کہ صحابیؓ جب دنیا سے جاتا ہے تو بموجبِ وعدۂ خداوندی ’’وَکُلًّا وَّعَدَ اللّٰہُ الْحُسْنٰی‘‘ جنتی بن کر دنیا سے رخصت ہوتا ہے، اس لیے ’’الصحابةؓ کُلُّھم عدول‘‘ کا یہ مطلب لینا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم انبیاءِ کرام علیہم السلام کی مانند معصوم ہیں، نادرست اور غلط ہے، ’عصمت‘ خاصۂ انبیاء ہے، تاہم دوسری طرف یہ کہنا کہ صحابیؓ عام زندگی میں اس مفہوم میں بھی عادل نہیں ہوتا جو اہل السنۃ کے ہاں متفق علیہ ومسلَّم ہے، تصریحاتِ اہل السنۃ وتشریحاتِ اکابر علماءِ دیوبند کے مطابق وموافق نہیں ہے۔ اس کا واضح مطلب تو یہ ہوا کہ صحابیؓ فاسق ہوسکتا ہے، کیونکہ عدالت اور فسق میں تباین وتضاد ہے، عادل ہے تو فاسق نہیں، فاسق ہے تو عادل نہیں، اور عادل نہیں تو فاسق ہے۔

مگر بہت سے گم راہ نظریات رکھنے والے لوگوں کا نظریہ اور اعتقاد یہ ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم روایتِ حدیث میں تو عادل ہیں، مگر دیگر احوالِ زندگی میں عادل اور متقی نہیں ہیں۔ درحقیقت اس

اعتراض اور نقطۂ نظر کا مبدأ اور منشأ سیدنا حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو غیر عادل اور فاسق و فاجر اور باغی و طاغی تک قرار دینا ہے، اسی ضرورت سے یہ نظریہ ایجاد کرنا پڑا۔

چنانچہ مودودی صاحب اپنی کتاب ''خلافت وملوکیت'' میں لکھتے ہیں:

''میں ''الصَّحابۃ کلُّھم عدول'' (صحابہؓ سب راست باز ہیں) کا یہ مطلب نہیں لیتا کہ تمام صحابہ رضی اللہ عنہم بے خطا تھے، اوران میں کا ہرایک ہر قسم کی بشری کمزوریوں سے بالا تر تھا، اوران میں سے کسی نے کبھی کوئی غلطی نہیں کی ہے، بلکہ میں اس کا مطلب یہ لیتا ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرنے یا آپ کی طرف کوئی بات منسوب کرنے میں کسی صحابیؓ نے کبھی راستی سے ہرگز تجاوز نہیں کیا ہے۔''

(خلافت وملوکیت، ص: ۳۰۳، ط: ادارہ ترجمان القرآن، لاہور، ۲۰۱۹ء)

موجودہ دور میں بھی بعض ایسے نظریاتِ فاسدہ وخیالاتِ کاسدہ کے حامل لوگ پیدا ہوچکے ہیں ۔اس نظریہ کا علماءِ امت نے ابطال اور رَد فرمایا ہے، چنانچہ مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب‘ مودودی صاحب کے اس موقف کا ردِ بلیغ کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:

''اگر اس کتاب (خلافت وملوکیت) کے ان مندرجات کو درست مان لیا جائے جو خاص حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے متعلق ہیں تو اس سے عدالتِ صحابہ رضی اللہ عنہم کا وہ بنیادی عقیدہ مجروح ہوتا ہے جو اہلِ سنت کا اجماعی عقیدہ ہے اور جسے مولانا مودودی صاحب بھی اصولی طور پر درست مانتے ہیں۔.....مولانا نے ''الصحابۃ کلھم عدول'' (تمام صحابہ رضی اللہ عنہم عادل ہیں) کو اصولی طور پر اپنا عقیدہ قرار دے کر یہ لکھا ہے کہ اس عقیدے کا مفہوم یہ نہیں ہے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم سے کوئی غلطی سرزد نہیں ہوسکتی، بلکہ اس کا صحیح مطلب یہ ہے کہ روایتِ حدیث میں انہوں نے پوری دیانت اور ذمہ داری سے کام لیا ہے۔......لیکن اس گفتگو میں مولانا نے اس بحث کو صاف نہیں فرمایا، عقلی طور پر عدالتِ صحابہ رضی اللہ عنہم کے تین مفہوم ہوسکتے ہیں:

۱:.....صحابہ کرام رضی اللہ عنہم معصوم اور غلطیوں سے بالکل پاک ہیں۔

۲:.....صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اپنی عملی زندگی میں (معاذ اللہ) فاسق ہوسکتے ہیں، لیکن روایتِ حدیث کے معاملے میں بالکل عادل ہیں۔

۳:.....صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نہ تو معصوم تھے اور نہ فاسق۔ یہ ہوسکتا ہے کہ ان میں سے کسی سے بعض مرتبہ بتقاضائے بشریت ''دو ایک یا چند'' غلطیاں سرزد ہوگئی ہوں، لیکن تنبُّہ کے بعد

انہوں نے توبہ کرلی اور اللہ نے انہیں معاف فرمادیا، اس لیے وہ ان غلطیوں کی بنا پر فاسق نہیں ہوئے۔ چنانچہ یہ نہیں ہوسکتا کہ کسی صحابیؓ نے گناہوں کو اپنی ''پالیسی'' بنالیا ہو، جس کی وجہ سے اسے فاسق قرار دیا جاسکے۔...... پہلے مفہوم کو تو انہوں نے صراحتاً غلط کہا ہے اور جمہور اہل سنت بھی اسے غلط کہتے ہیں۔ اب آخری دو مفہوم رہ جاتے ہیں، مولانا نے یہ بات صاف نہیں کی کہ ان میں سے کون سا مفہوم وہ درست سمجھتے ہیں۔ مولانا نے یہ بات صاف نہیں کی کہ ان میں سے کون سا مفہوم درست ہے؟ اگر ان کی مراد دوسرا مفہوم ہے، یعنی یہ کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین صرف روایتِ حدیث کی حد تک عادل ہیں، ورنہ اپنی عملی زندگی میں وہ معاذ اللہ! فاسق و فاجر بھی ہوسکتے ہیں، تو یہ بات نا قابلِ بیان حد تک غلط اور خطرناک ہے. اس لیے کہ اگر کسی صحابیؓ کو فاسق و فاجر مان لیا جائے تو آخر روایتِ حدیث کے معاملہ میں اسے فرشتہ تسلیم کرنے کی کیا وجہ ہے؟ جو شخص اپنے ذاتی مفاد کے لیے جھوٹ، فریب، رشوت، خیانت اور غداری کا مرتکب ہوسکتا ہے، وہ اپنے مفاد کے لیے جھوٹی حدیث کیوں نہیں گھڑ سکتا؟...... اسی لیے تمام محدثین اس اُصول کو مانتے ہیں کہ جو شخص فاسق و فاجر ہو' اس کی روایت صحیح نہیں ہوتی۔ ورنہ اگر روایات کو مسترد کرنے کے لیے یہ شرط لگادی جائے کہ راوی کا ہر ہر روایت میں جھوٹ بولنا ثابت ہو تو شاید کوئی بھی روایت موضوع ثابت نہیں ہوسکے گی اور حدیث کے تمام راوی معتبر اور مستند ہوجائیں گے، خواہ وہ عملی زندگی میں کتنے ہی فاسق و فاجر ہوں۔ اور اگر مولانا مودودی صاحب عدالتِ صحابہ رضی اللہ عنہم کو تیسرے مفہوم میں درست سمجھتے ہیں، جیسا کہ اوپر نقل کی ہوئی ایک عبارت سے معلوم ہوتا ہے، سو یہ مفہوم جمہور اہل سنت کے نزدیک درست ہے، لیکن حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ پر انہوں نے جو اعتراضات اپنی کتاب میں کیے ہیں، اگر اُن کو درست مان لیا جائے تو عدالت کا یہ مفہوم ان پر صادق نہیں آسکتا۔

(حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اور تاریخی حقائق، ص:۱۳۹ تا ۱۴۲، ط: معارف القرآن، کراچی، ۲۰۱۶ء)

یہی بحث حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب نے دوسرے باب، صفحہ:۲۵۴ پر بھی کی ہے۔ مولانا محمد ثاقب رسالپوری اسی پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''دراصل مولانا مودودی صاحب نے عدالتِ صحابہ رضی اللہ عنہم کا جو مفہوم بیان کیا ہے، اس کا حاصل یہ ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم روایتِ حدیث کی حد تک تو عادل ہو سکتے ہیں، لیکن زندگی

کے تمام معاملات میں ان سے بعض کام عدالت کے منافی صادر ہو سکتے ہیں۔‘‘

(حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور تاریخی روایات، ص۱۶۳، مکتبہ معارف القرآن، کراچی، ۲۰۱۱ء)

حضرت مفتی اعظم پاکستان مولانا محمد شفیع عثمانی دیوبندی رحمۃ اللہ علیہ اس نظریہ کی تردید کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:

’’اور بعض علماء نے جو عدمِ عصمت اور عمومِ عدالت کے تضاد سے بچنے کے لیے ’’عدالت‘‘ کے مفہوم میں یہ ترمیم فرمائی کہ یہاں ’’عدالت‘‘ سے مراد تمام اوصاف و اعمال کی عدالت نہیں، بلکہ روایت میں کذب نہ ہونے کی عدالت مراد ہے، یہ لغت و شرع پر ایک زیادتی ہے، جس کی کوئی ضرورت نہیں۔‘‘ (مقامِ صحابہؓ، ص:۶۰)

محققِ اہل السنۃ مولانا مہر محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ (میانوالی) لکھتے ہیں:

’’اس میں کوئی شک نہیں کہ تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بلا استثناء، دروغ گوئی خصوصاً کذب فی الروایۃ سے پاک وصاف تھے اور کسی سے بھی کذب کا صدور نہیں ہوا اور بایں معنی عادل ہونا بھی ان کی منقبت کی واضح دلیل ہے، لیکن عدالتِ صحابہ رضی اللہ عنہم کو صرف اس معنی میں منحصر کرنا اور اسے محدثین کی مراد بتانا ناقابلِ تسلیم اور لائقِ مناقشہ ہے، کیونکہ بعض محدثین نے عدالت کی تفسیر میں جھوٹ سے بچنا لکھا ہے تو اس کا یہ معنی ہرگز نہیں کہ ان محدثین کے نزدیک صحابہ رضی اللہ عنہم روایت میں عمداً کذب بیانی کے سوا باقی سب اُمور اور شعبہ ہائے حیات میں غیر عادل حتیٰ کہ ہر قسم کے کبیرہ گناہوں تک کا ارتکاب کرتے تھے، جیسے صاحبِ ’’خلافت و ملوکیت‘‘ اور ان کے حواریوں کا خیال ہے، بلکہ جھوٹ سے بچنے کی تصریح کا مطلب یہ ہے کہ بایں معنی صحابہ رضی اللہ عنہم کی عدالت اتنی قطعی اور اٹل ہے جیسے انبیاء علیہم السلام کی گناہوں سے عصمت کہ اس میں استثناء یا شذوذ کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا اور نہ کسی عالم نے آج تک یہ لکھا ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جھوٹ بولتے تھے، بخلاف چند اور گناہوں کے کہ چند حضرات کی ان سے عصمت کا دعویٰ نہیں کیا جا سکتا۔ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا ہر فرد انبیاء علیہم السلام کی طرح قطعی معصوم نہیں کہ صدورِ معصیت محال ہی ہو، ہم نے اپنی کتاب میں یہی موقف اختیار کیا ہے۔...... عدالتِ صحابہ رضی اللہ عنہم صرف روایت عن الرسول میں منحصر نہیں، بلکہ ان کی سیرت کے ہر پہلو میں عام ہے۔....... محدثین جو عام رُواۃ کے متعلق کہتے ہیں کہ وہ عادل ہیں تو یہ اس کی پوری سیرت کی پاکیزگی پر شہادت ہوتی ہے کہ وہ

کبائر سے مجتنب اور صغائر پر غیر مصر ہیں، پھر اسی بحث میں وہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے متعلق کہتے ہیں: ’’**الصّحابۃؓ کُلُّھم عدول**‘‘ کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سب کے سب عادل ہیں، تو اب اس عدالت کو تجنُّب عن الکذب میں مخصوص نہیں کیا جائے گا، ورنہ لازم آئے گا کہ غیر صحابیؓ کی عدالت صحابیؓ سے افضل ہو، وھو باطل۔ ....علماءِ اصولِ حدیث اور محدثین ’’**کُلُّھم عدول**‘‘ کی دلیل ذکر کرتے ہوئے یہ جملہ فرماتے ہیں: ’’**زَکّیاھم و عدّلاھم**‘‘ کیونکہ خدا اور رسول ﷺ نے ان کا تزکیہ کیا ہے، اور ان کو عادل قرار دیا ہے۔ خدا اور رسول کا یہ تزکیہ اور تعدیل صرف کذب سے اجتناب میں نہیں کہ صحابہ رضی اللہ عنہم دیگر گناہوں کے مرتکب ہوتے رہتے تھے، بلکہ یہ مجموعی طور پر ان کے اعمال و اخلاق کی عیوب سے طہارت اور آلودگیوں سے اجتناب پر شہادت ہے، تو معلوم ہوا محدثین کے نزدیک بھی عدالت میں تعمیم ہے۔ ......بہرحال! تزکیہ، نزاہت، قصدِ معصیت سے تبریہ ان کی شان کی گناہوں سے بلندی جیسے واضح الفاظ ہمارے مؤید ہیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی عدالت عام ہے، اور وہ بالعموم سب گناہوں اور معاصی سے محفوظ ہیں، ایسی صراحتوں کے باوجود کیا اب بھی محدثین پر یہ اتہام لگایا جائے گا کہ ان کے نزدیک صحابہ رضی اللہ عنہم تعمدِ کذب فی الروایۃ تک عادل تھے، باقی ہر قسم کے کبائر اور معاصی کرتے تھے، اور ذنوب ان سے معدوم نہیں ہوئے تھے؟!۔‘‘ (عدالتِ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، ص: ۷۰ تا ۷۵، طبع ہفتم)

یہ ایک بالکل بدیہی اور سادہ سی بات ہے، اگر یہ موقف تسلیم کرلیا جائے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم عام زندگی میں عادل نہیں، صرف روایتِ حدیث میں عادل ہیں، اور ان کی قبولِ روایت کے لیے عام زندگی میں عدالت ضروری نہیں تو اس سے نہ صرف یہ اصولِ حدیث میں برائے قبولِ روایت عدالت کی شرط ایک مذاق اور مضحکہ خیز قاعدہ بن کر رہ جائے گا، بلکہ اس سے یہ بھی لازم آتا ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے علاوہ دیگر رواۃ تو عام معاملاتِ حیات میں بھی عادل ہوں اور صحابیِ رسول رضی اللہ عنہ نعوذ باللہ! عادل نہ ہو، جیسا کہ حضرت مولانا مہر محمد صاحب میانوالوی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی ذکر فرمایا ہے۔

بعض حضرات نے حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی طرف بھی ایسی باتوں کی نسبت کی ہے، جس کے جواب میں مفتی اعظم پاکستان مولانا محمد شفیع عثمانی دیوبندی رضی اللہ عنہم نے (مقامِ صحابہؓ، ص: ۶۰، ۶۱ میں) یہ تصریح فرمائی ہے، جس کا حاصل یہ ہے کہ اولاً: شاہ صاحب کی طرف ان عبارات کی نسبت مشکوک ہے۔ ثانیاً: اگر تسلیم کرلیا جائے کہ یہ حضرت شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی عبارات ہیں تو خلافِ جمہور

ہونے کی وجہ سے متروک ومردود ہیں۔ دوسری طرف حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی عدالت وتقویٰ پر علماءِ امت کی تصریحات موجود ہیں، ’’مشتے نمونہ ازخروارے‘‘ درج ذیل عبارت ملاحظہ فرمائیں۔ شارحِ صحیح مسلم امام نووی رحمۃ اللہ علیہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی عدالت پر مہرِ اثبات ثبت کرتے ہوئے میں فرماتے ہیں:

’’وأما معاوية رضي اللّٰه عنه فهو من العَدُول الفضلاء والصَّحابة النُّجباء رضي اللّٰه عنه وأما الحروب التي جرت فكانت لكل طائفة شبهة اعتقدت تصويب أنفسها بسببها وكلهم عدول رضي اللّٰه عنهم ومتأولون في حروبهم وغيرها ولم يخرج شيء من ذلك أحدا منهم عن العدالة لأنهم مجتهدون اختلفوا في مسائل من محل الاجتهاد كما يختلف المجتهدون بعدهم في مسائل من الدماء وغيرها ولا يلزم من ذلك نقص أحد منهم .... فكلهم معذورون رضي اللّٰه عنهم ولهٰذا اتفق أهل الحق ومن يعتد بهٖ في الإجماع على قبول شهاداتهم ورواياتهم وكمال عدالتهم رضي اللّٰه عنهم أجمعين .‘‘ (شرح النووی علی الصحیح لمسلم، کتاب الفضائل، کتاب فضائل الصحابۃ رضی اللہ عنہم، ۱۵/ ۱۴۹، دار إحیاء التراث العربی، بیروت)

ترجمہ: ’’بہرحال سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ تو وہ عادل، صاحبِ فضیلت اور معزز صحابی ہیں، جہاں تک ان محاربات ومشاجرات کا تعلق ہے جو اُن حضرات کے مابین پیش آئے تو وہاں ہر ایک کو کوئی اشتباہ والتباس تھا، جس کی وجہ سے ہر ایک نے خود کو درست سمجھا، جبکہ وہ سب کے سب عادل ہیں، اور ان کے مخاصمات و باہمی منازعات میں ان کے پاس تاویل موجود ہے، ایسے کسی معاملہ نے انہیں عدالت سے نہیں نکالا، کیونکہ وہ مجتہد تھے، (جس کا نتیجہ یہ ہے کہ) محلِ اجتہاد میں کچھ مسائل میں ان کا اختلاف ہوگیا، جیسا کہ ان کے بعد بھی مختلف مسائل میں مجتہدین کا اختلاف ہوتا رہتا ہے، اس سے ان میں سے کسی کی شان میں کوئی کمی واقع نہیں ہوتی ......لہٰذا یہ تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم معذور ہیں اور اسی وجہ سے اہلِ حق اور ان لوگوں کا کہ اجماع کے باب میں جو لائقِ اعتبار وقابلِ شمار ہے، کا حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی گواہیوں اور روایات کے قبول ہونے نیز کمالِ عدالت وتقویٰ پر اتفاق اور اجماع ہے۔‘‘

لہٰذا حضرت سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ سمیت تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نہ صرف روایتِ حدیث میں بلکہ تمام امورِ حیات و معاملاتِ زندگی، احوال وآثار اور اوصاف وخصائل میں عادل اور متقی و پرہیزگار ہیں۔ یہ نظریہ کہ ’’صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین صرف روایتِ حدیث میں عادل ہیں‘‘ خلافِ اہل السنۃ والجماعۃ باطل اور غلط ہے۔

..... ❁ ..... ❁ ..... ❁ .....